جون 2017 ₹25

اردو ماہنامہ

سائنس

نئی دہلی

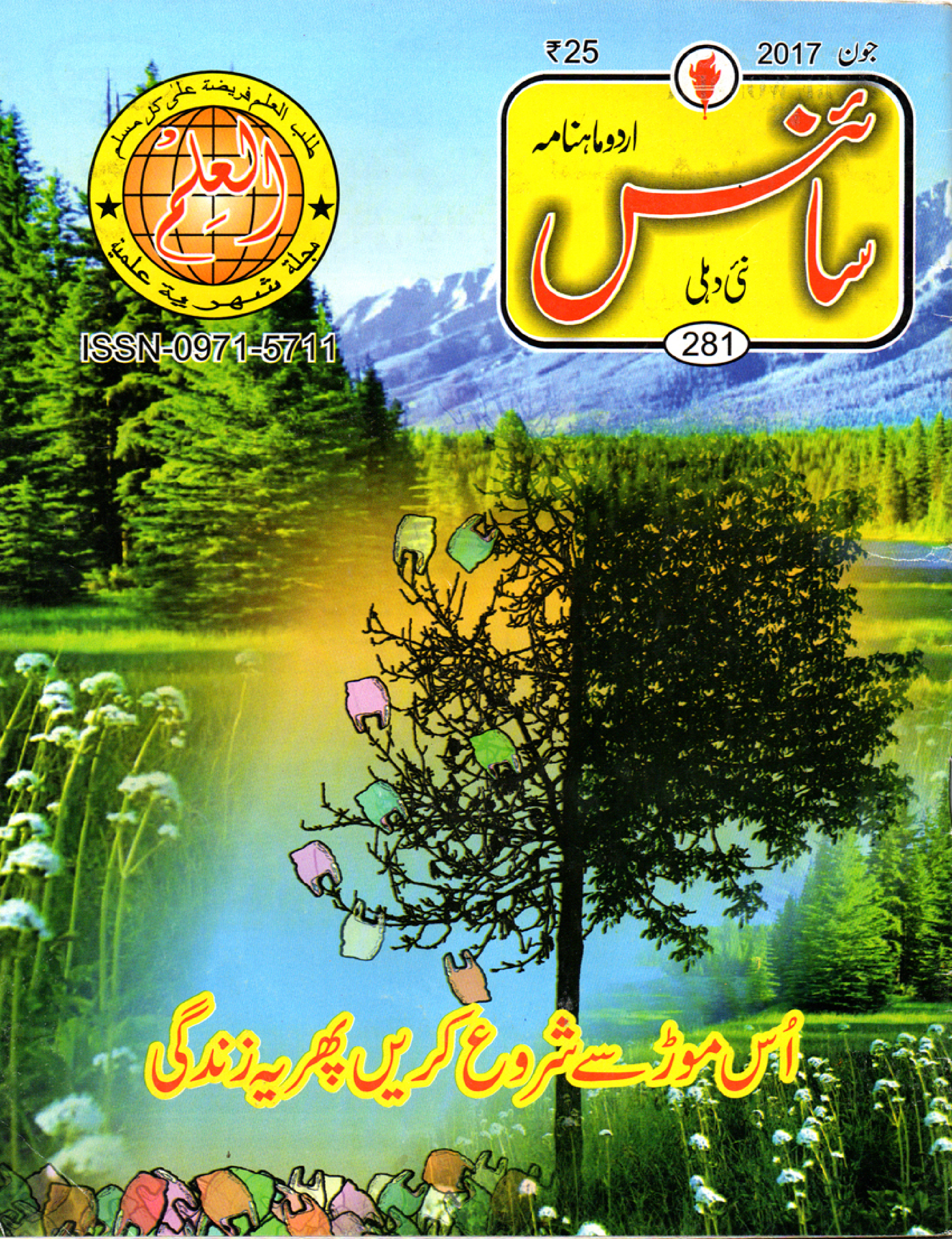
281

طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم

العلم

مجلة شهرية علمية

ISSN-0971-5711



اُس موڑ سے شروع کریں پھر یہ زندگی

اردو ماہنامہ

سائنس

نئی دہلی

281

جلد نمبر (24) جون 2017 شمارہ نمبر (06)

ہندوستان کا پہلا سائنسی اور معلوماتی ماہنامہ

اسلامی فاؤنڈیشن برائے سائنس و ماحولیات نیز

انجمن فروغ سائنس کے نظریات کا ترجمان

ترتیب

مدیر اعزازی :

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

وائس چانسلر

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

maparvaiz@gmail.com

نائب مدیر اعزازی :

ڈاکٹر سید محمد طارق ندوی

(فون: 9717766931)

nadvitariq@gmail.com

قیمت فی شمارہ =/25 روپے

10 ریال (سعودی)

10 درہم (یو۔اے۔ای)

3 ڈالر (امریکی)

1.5 پاؤنڈ

زرسالانہ :

250 روپے (انفرادی، سادہ ڈاک سے)

300 روپے (لائبریری، سادہ ڈاک سے)

500 روپے (بذریعہ رجسٹری)

برائے غیر ممالک

(ہوائی ڈاک سے)

100 ریال/درہم

30 ڈالر (امریکی)

15 پاؤنڈ

اعانت تاعمر

5000 روپے

1300 ریال/درہم

400 ڈالر (امریکی)

200 پاؤنڈ

سرکولیشن انچارج :

محمد نسیم

Phone : 9312443888

siliconview2007@gmail.com

خط وکتابت: (26) 153 ذاکر نگر ویسٹ، نئی دہلی۔110025

اس دائرے میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کا زرسالانہ ختم ہوگیا ہے۔

☆ سرورق : محمد جاوید

☆ کمپوزنگ : فرح ناز

(بقیہ اداریہ)

3- روشنی اور دیگر مقاصد کے لئے جن ذرائع کا استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً جنریٹر وغیرہ ان میں بھی کم سے کم آلودگی پیدا کرنے والے ایندھن کا استعمال کیا جائے اور اگر حکومتی ہدایات اس سلسلہ میں موجود ہوں تو ان کو ملحوظ رکھا جائے۔

4- جن علاقوں میں شمسی توانائی کا حصول آسان اور مفید ہو وہاں اس کا استعمال بہتر ہے۔

5- کارخانوں اور فیکٹریوں کی آلودگی پر قابو پانے کے لئے حکومت نے جو قوانین بنائے ہیں ان کی پابندی ضروری ہے۔ البتہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کے لئے مناسب سہولیات فراہم کرے۔

6- جانور کے ناقابل استعمال اجزاء کے سلسلہ میں ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جن سے تعفن اور ماحول میں آلودگی پیدا نہ ہو۔

7- بلاضرورت پلاسٹک کی تھیلیوں کے استعمال سے احتراز کیا جائے اور اس کے متبادل وسائل کے استعمال کو ترجیح دی جائے۔

8- تمباکو اور اس سے بنی اشیاء کے استعمال سے احتراز کیا جائے، خاص طور پر عوامی مقامات پر اس کا استعمال نہ کیا جائے۔

9- عوامی جگہوں پر قضائے حاجت (پیشاب پاخانہ کرنا) جائز نہیں ہے۔ اسی طرح حتی الامکان کھلی نالیوں میں فضلات کے بہانے سے احتراز کیا جائے۔

10- عوامی مقامات پر تھوکنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے اور اگر حکومت کی جانب سے اس سلسلہ میں ہدایات ہوں تو ان پر عمل کرنا چاہئے۔

11- شعاع خارج کرنے والے الکٹرانک آلات (فریج، واشنگ مشین، موبائل، اے سی وغیرہ) کے ضرورت سے زیادہ استعمال سے اجتناب کرنا چاہئے۔

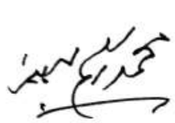
12- اسلام میں شجرکاری کی بڑی اہمیت ہے، اس لئے بلاضرورت جنگلات اور ہرے درخت کو کاٹنے سے احتراز کیا جائے۔

13- پُر شور مشینوں کے سلسلہ میں جو سرکاری ہدایات جاری کی جاتی ہیں ان کی پابندی کی جائے۔

14- غیر ضروری ہارن بجانا یا بہت تیز آواز کا ہارن لگانا درست نہیں اور اس سلسلہ میں حکومتی ہدایات کی پاسداری لازم ہے۔

15- DJ اور ضرورت سے زیادہ تیز آواز پیدا کرنے والے آلات کا استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی آواز انسانی صحت اور ماحول کے لئے بھی سخت نقصاندہ ہے۔

16- جلسوں اور مشاعروں میں ضرورت سے زیادہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال درست نہیں ہے اور اس سلسلہ کے قوانین کی پابندی کرنی چاہئے۔



(ڈاکٹر محمد اسلم پرویز)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''انسانی ماحول پر اقوامِ متحدہ کانفرنس'' (United Nations Conference on the Human Environment) کا پہلا اجلاس 5/جون 1972 کو منعقد ہوا تھا۔ اِسی مناسبت سے 5/جون کو ''عالمی یومِ ماحولیات'' (World Environment Day) یا مختصراً وِیڈ (WED) کہا جاتا ہے۔ اس کا باقاعدہ اطلاق 1974 سے ہوا جبکہ پہلا عالمی یومِ ماحولیات ''واحد زمین'' (Only One Earth) کے موضوع کے تحت منایا گیا۔ تبھی سے ہر سال اِس کو ایک نئے موضوع اور نئے میزبان ملک کی سرپرستی میں منایا جاتا ہے۔ اِمسال کناڈا میزبان ملک ہے اور موضوع ''عوام کو فطرت (نیچر) سے جوڑنا'' ہے۔ ان پروگراموں کا مقصد عوام کو ماحول کے مسائل سے روشناس کرانا اور اُنہیں خود اُن کی ذمہ داریوں کا احساس دلانا ہے۔

ماحول کی بگڑتی صورتحال کو سمجھنے کے لئے اب کسی تحقیقی ادارے کی رپورٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ بے علم اور ناواقف افراد بھی بارشوں سے لے کر، بڑھتی گرمی، ہوا کی گھٹن اور پانی کی سڑاند اور بیماریوں کا ذکر کرتے نظر آتے ہیں۔ تاہم اتنی ہی دلچسپ بات یہ ہے کہ ہم سب اِس مسئلے سے واقف ہونے کے باوجود نہ تو اپنے مزاج اور طور طریقوں میں تبدیلیاں لاتے ہیں اور نہ اِس کے تدارک کے واسطے اقدام کرنے پر آمادہ ہیں۔ اِس کی ایک وجہ یہ بھی رہی ہے کہ ہمارے رہنماؤں نے اِس مسئلے کو وہ اہمیت نہیں دی جو اِس کا حق تھا اور وقت کی ضرورت تھی۔ آج بھی کوئی سیاسی، سماجی یا دینی لیڈر یا خطیب اِس موضوع پر بات کرتا نظر نہیں آتا جبکہ یہ ہماری دینی ذمہ داری اور فریضہ ہے۔

احقر ایک عرصے سے اپنی تحریروں اور تقاریر کے ذریعے اِس بات کو عام کرنے اور سبھی کو اِس طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ خاکسار کی تحریریں ماہنامہ سائنس اور دیگر کتب میں اور تقاریر یوٹیوب پر موجود ہیں۔ اِس کمترین پر اسلامی فقہہ اکادمی کے اکابرین کی نظرِ عنایت و التفات ایک عرصے سے رہی ہے اور اُسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے راقم نے اکادمی کے ذمہ داران سے اس طرف توجہ کرنے کی درخواست کی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ اُنھوں نے اِس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے 2008 میں برہان پور کے اجلاس میں عمومی انداز میں اور حال ہی میں اُجین میں منعقدہ اپنے چھبیسویں اجلاس میں فضائی آلودگی اور صوتی آلودگی پر سیر حاصل مباحثہ کیا اور کچھ اہم تجاویز منظور کری ہیں۔ ان میں جن کاموں کو کرنے سے منع کیا گیا ہے یا اُن سے گریز کرنے کی بات کی گئی ہے، یہ وہ کام ہیں جنھیں اگر ہم کرتے ہیں تو اللہ کی کائنات میں فساد پھیلاتے ہیں جو یقیناً گناہ اور قابل گرفت عمل ہے۔ یہ تمام فیصلے قارئین کی خدمت میں اس امید سے پیش کئے جا رہے ہیں کہ وہ نہ صرف خود ان پر عمل کریں گے بلکہ اپنے بچوں و دیگر اہلِ خانہ و علاقہ کو بھی اِن سے واقف کرائیں گے تا کہ وہ گناہگار ہونے سے بچ سکیں۔

فیصلے بابت: فضائی وصوتی آلودگی:

صحت مند زندگی کے لئے ایک پاکیزہ ماحول کی ضرورت ہے، لیکن جدید ٹکنالوجی کی وجہ سے جہاں بہت سے فوائد حاصل ہوئے ہیں، وہیں بہت سی ایسی چیزیں بھی وجود میں آ رہی ہیں، جن سے صحت اور زندگی دونوں کو خطرات لاحق ہیں۔ اس لئے قدرتی اور فطری ماحول کی حفاظت کے لئے اسلامی فقہہ اکادمی درج ذیل فیصلوں کا اعلان کرتی ہے:

1- تمام ضرورتوں میں حتی الامکان کم آلودگی پھیلانے والے ایندھن کا استعمال کیا جائے اور قدرت و استطاعت کے باوجود زیادہ آلودگی پھیلانے والے ایندھن کے استعمال سے گریز کیا جائے۔

2- گاڑیوں میں ایسے ایندھن کے استعمال کو ترجیح دی جائے جس سے کم سے کم آلودگی پیدا ہوتی ہو اور اگر اس سلسلہ میں حکومت کی جانب سے ہدایات موجود ہوں تو ان کی پابندی کی جائے۔

(بقیہ صفحہ 45 پر)



ڈائجسٹ

ایس،ایس،علی۔اکولہ(مہاراشٹر)

انسانی جسم کے عجائبات

اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ ترین تخلیقات میں سے ایک انسانی جسم ہے۔ انسان کو اشرف المخلوقات یوں ہی نہیں گردانا گیا۔ صدیوں سے سائنسداں انسانی جسم کا مطالعہ کررہے ہیں اوراس کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھاتے چلے جارہے ہیں۔ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اورتا قیامِ قیامت جاری رہے گا۔ انسانی جسم کے مطالعے کے دو پہلو ہیں: ایک اعضاء وجوارح کی شناخت اور دوسرے ان کے افعال (Functions)۔ افعال کا سلسلہ طویل سے طویل تر ہوسکتا ہے لیکن اعضاء وجوارح کی شناخت تو محدود ہونی چاہئے کیوں کہ یہ ایک محدود انسانی جسم میں سموئے ہوئے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ



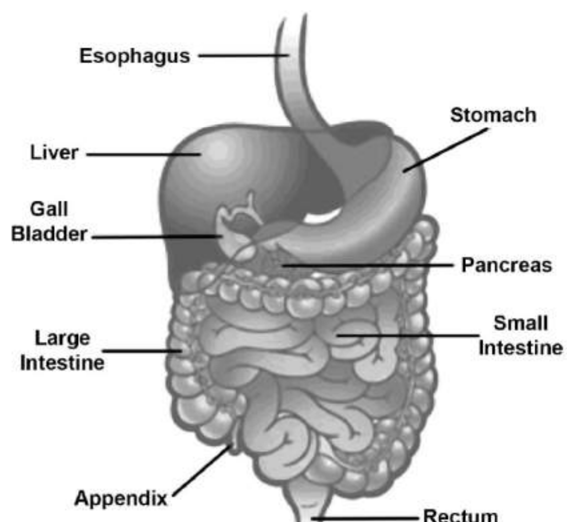
اعضاء کی شناخت کا سلسلہ بھی ان کے افعال کی طرح لامحدود ہے! جیسے جیسے میڈیکل سائنس ترقی کرتی جارہی ہے، انسانی جسم پر تحقیق و تجزیہ کا سلسلہ بھی طویل تر ہوتا جارہا ہے، اورآج بھی ہمارے جسم میں نئے نئے اعضاء کی شناخت کا سلسلہ جاری ہے۔

حال ہی میں سائنسدانوں نے ہمارے نظامِ انہضام (Digestive System) میں ایک نیا عضودریافت کیا ہے جو میسنٹری (Mesentery) کہلاتا ہے۔ میسنٹری کواب تک ایک قطعہ دار ساخت کا حامل عضو سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اب آئرلینڈ کے لیمرِک (Limerik) میں واقع یونیورسٹی ہاسپٹل کے تحقیق کاروں نے دریافت کیا ہے کہ یہ ایک مسلسل اور مستقل عضو ہے جو اپنا ایک انفرادی وجود رکھتا ہے۔ میسنٹری دوہری تہہ کی ہوئی پیری ٹونیم (Peritoneum) ہے۔ پیری ٹونیم ایک دبیز جھلی ہوتی ہے جو پیٹ میں ایک پردے کے طور پر پائی جاتی ہے۔ یہ پیٹ میں پائے جانے والے ملائم اعضاء مثلاً آنتوں، معدہ اورجگر کوڈھانک کررکھتی ہے۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ میسنٹری کا ذکر قدیم تحریروں میں پایا

ڈائجسٹ

جاتا ہے۔سب سے پہلے اس کا ذکر عظیم سائنسداں اور فنکار لیونارڈو دَونسی نے کیا تھا۔لیکن صدیوں تک اسے ایک زائد اور بے مقصد عضو سمجھا گیا۔گذشتہ صدی میں ماہرین اسے ایک ایسی قطعہ دار ساخت سمجھتے رہے جس میں خانے پائے جاتے ہیں اور وہ کوئی فعل انجام نہیں دیتی۔لہذا قابل نظر انداز ہے۔لیکن 2012 میں تحقیق کاروں نے واضح کیا کہ میسنٹری ایک مسلسل عضو ہے۔ پھر مزید چار برس کے مطالعے کے بعد انہوں نے اسے ایک علیحدہ عضو کا درجہ دیا۔انہوں نے اپنی تحقیق The Lancet Gastroenterology and Hepatology نامی رسالے میں شائع کروائی۔ اب سائنسدانوں کی توجہ میسنٹری کے افعال (Functions) پر مرکوز ہے۔انہیں امید ہے کہ وہ جلد ہی جان پائیں گے کہ میسنٹری پیٹ کے امراض میں کیا رول ادا کرتی ہے۔



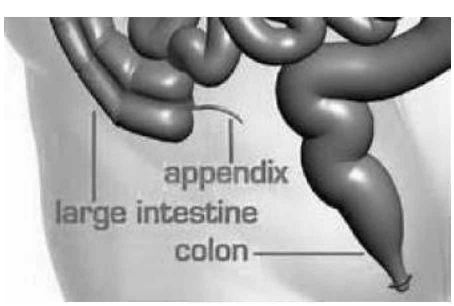
نظام انہضام

اپنڈکس (Appendix) ہمارے نظام انہضام کا ایک ایسا عضو ہے جسے ایک زائد اور بے مقصد چیز سمجھا جاتا ہے۔اس میں اگر انفکشن ہوجائے تو جلد از جلد اسے بذریعہ جراحی جسم سے باہر نکال پھینکنا ہی مناسب سمجھا جاتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنی کتاب ''اسلام اور جدید سائنس'' میں صفحہ 387 پر اپنڈکس کے بارے میں اس طرح اظہارِ خیال کرتے ہیں:

''اپنڈکس ہرگز غیر ضروری نہیں۔ارتقاء پسند تو اس حد تک گئے ہیں کہ ان کے نزدیک انسانی آنتوں میں سے اپنڈکس سلسلۂ ارتقاء ہی کی بے مقصد یا قیات میں سے ایک ہے۔حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اپنڈکس جسم کے چند مستند ترین اعضاء میں سے ایک ہے جو نچلے بدن کے لئے لوزتین (Tonsils) کا کام کرتی ہے۔وہ آنتوں کا لعاب چھوڑتی اور آنتوں کے بیکٹریا کی اقسام اور ان کی تعداد میں باقاعدگی لاتی ہے۔انسانی جسم میں کوئی عضو بھی ہرگز فضول نہیں ہے بلکہ بہت سے اعضاء بہ یک وقت متنوع اقسام کے بہت سے افعال سرانجام دیتے ہیں۔''

علامہ اقبالؔ نے بھی قوم کے نونہالوں کو یہ بات سمجھائی ہے:

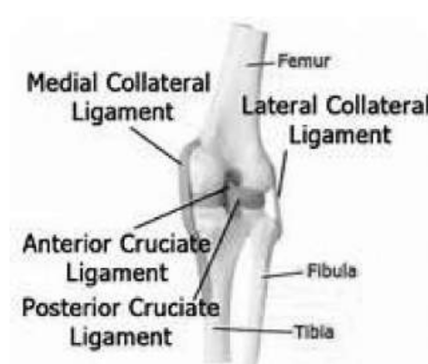
نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں



اپنڈکس

حال ہی میں امریکہ کے ڈیوک میڈیکل سینٹر کے محققین نے دریافت کیا ہے کہ اپنڈکس جسے آج تک فضول اور بے مقصد عضو سمجھا جاتا ہے، درحقیقت بڑے کام کی چیز ہے۔ انسان کی آنتوں میں پائے جانے والے مفید بیکٹریا کے لئے اپنڈکس ''محفوظ گھر'' (Safe House) کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان ماہرین کا کہنا ہے کہ ڈائریا ختم ہوجاتے ہیں تو ''محفوظ گھر'' یعنی اپنڈکس میں رہائش پذیر مفید بیکٹیریا آنتوں میں آ کر اپنی آبادی میں اضافہ کرتے ہیں اور آنتوں کو ہونے والے نقصان کی بھرپائی کرتے ہیں۔ یہ دریافت Journal of Theoritical Biology میں شائع ہوئی ہے۔

گذشتہ دنوں دماغ میں خون کی نالیوں کا ایک نیا نظام دریافت کیا گیا ہے۔ ''نیچر'' (Nature) نامی رسالے میں شائع شدہ اس دریافت نے سائنسی حلقوں میں ہلچل مچا دی ہے۔ امریکہ میں یونیورسٹی آف ورجینیا کے اسکول آف میڈیسن کے تحقیق کاروں نے دریافت کیا ہے کہ خون کی نالیوں کا یہ نظام خون کی ایک بڑی نالی کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ تحقیق کاروں نے اسے ''مرکزی عصبی نظام کی لمفی نالیاں (Central Nervous System Lymphatic Vessels) نام دیا ہے یہ نالیاں دماغ سے لمفی مائع (Lumph Fluid) کو اطراف کے لمف نوڈس (Lymph Nodes) تک لے جاتی ہیں۔ یہ نالیاں



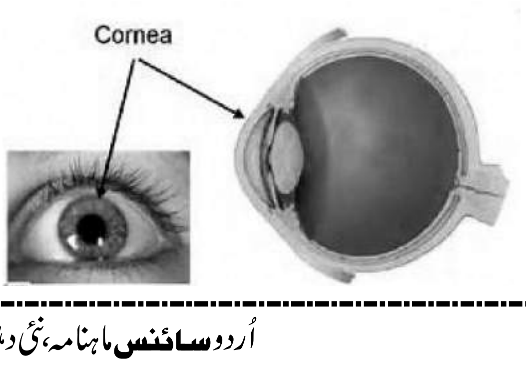
Ligaments

ڈیورَل سائی نیسز (Dural Sinuses) میں پائی جاتی ہیں۔ سائنسداں امید کررہے ہیں کہ اس دریافت سے بہت سے دماغی امراض جیسے الزائمرس، آٹزم اور Multiple Sclerosis وغیرہ کو سمجھنے اوران کا علاج کرنے میں مدد ملے گی۔

جون 2013 میں انسانی آنکھ سے متعلق ایک نئی دریافت سامنے آئی۔ سائنسدانوں نے پایا کہ آنکھ کے قرنیہ (Cornea) میں ایک مہین خوردبینی جھلی پائی جاتی ہے۔ آنکھ کے گولے کے کھلے حصے پر قرنیہ نامی شفاف کروی ساخت ہوتی ہے۔ قرنیہ روشنی کی شعاعوں کا انحراف کرکے شعاعوں کو عدسے کی طرف روانہ کرتا ہے۔ قرنیہ میں دریافت شدہ یہ خوردبینی جھلی آنکھ کی جراحی (Surgery) کو آسان اور محفوظ بناتی ہے۔

نومبر 2013 میں بیلجیم کے لیئوِن (Leuven) میں یونیورسٹی ہاسپٹل کے دو سرجنوں نے انسانی گھٹنے میں ایک نیا رباط (Ligament) دریافت کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ رباط گھٹنے میں لگنے والی چوٹ اور زخم کو ٹھیک کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اسے اینٹی رولیٹرل لگامنٹ (Anterolateral Ligament) نام دیا گیا ہے۔

انسانی جسم سے متعلق امکانات کی ایک وسیع دنیا ہمارے سامنے ہے۔ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ نئی دریافتیں نہ صرف ہمیں حیرت زدہ کرتی رہیں گی بلکہ ہمارے دکھ درد کا مداوا بھی کریں گی۔





متین اچل پوری

گلوبل وارمنگ

رام ' محمد ' ڈیسوزا ۔۔۔ گڈ مارننگ!
مجھ کو کہتے ہیں گلوبل وارمنگ!!

خون کو پانی بنا دیتی ہوں میں
آگ ساگر میں لگا دیتی ہوں میں

بڑھتے بڑھتے پہنچی اپنے بام پر
دن مری مٹھی میں قبضہ شام پر



ڈاکٹر محمد فیروز دہلوی

اظہار اثر: ایک سائنسی ادیب اور شاعر

برِّصغیر کی پہلی ''اردو سائنس کانگریس'' 21-20 مارچ، 2015ء کے دوران دہلی کے سب سے قدیم اور نامور تعلیمی ادارے ''دہلی کالج''، جس کا موجودہ نام ''ذاکر حسین دہلی کالج'' ہے، میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کانگریس میں پیش کئے گئے مقالات قارئین تک پہنچانے کی غرض سے شائع کئے جارہے ہیں۔ **مدیر**

''اردو میں سائنسی ادب'' کے محقق اور مصنف خواجہ حمید الدین شاہد اردو ادب اور سائنس کے رشتہ پر قلم طراز ہیں:

''شاید یہ بات کچھ عجیب سی معلوم ہو کہ ادب اور سائنس کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جب سے اردو زبان میں ادبی تخلیقات نے جنم لینا شروع کیا، بالکل اسی وقت یا اس کے قریب تر زمانے ہی سے سائنسی موضوعات بھی اردو زبان میں پھلنے پھولنے لگے۔ اردو زبان میں سائنسی ادب کے اولین کارناموں کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ در پردہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ اردو زبان میں اس کے دورِ آغاز ہی سے یہ صلاحیت موجود تھی کہ اگر وہ منطق و فلسفہ اور تصوف و معرفت کے لاینحل اور پیچ در پیچ مسائل کی گتھیوں کو سلجھا سکتی ہے اور حسن و عشق کی رنگین داستانوں کو نظم و نثر کے پیرائے میں پیش کر سکتی ہے تو علمی وفنی اور سائنسی موضوعات کے رموز و نکات کی بھی وہ آئینہ دار ہے۔

اردو زبان کی وسعت اور ہمہ گیری کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے کہ اس میں شعر و ادب کی جملہ اصناف کی تخلیق کے ساتھ ساتھ معاشرتی، سماجی، سائنسی علوم وفنون بھی پروان چڑھتے رہے ہیں۔ علمِ طب، موسیقی، جنسیات، حیوانیات، علم ہیئت و ہندسہ اور طبیعیات پر نثر و نظم کے قدیم ترین اردو مخطوطات دستیاب ہو چکے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے قدما اس راز سے اچھی طرح واقف تھے کہ کسی زبان کی ترقی اس امر پر موقوف ہے کہ اس کے لکھنے والے کائنات کے ہر گونا گوں مظاہر کی تفصیلات کو ضبط تحریر میں لائیں۔

نہ صرف یہ بلکہ دنیا کے جملہ علوم وفنون جو دیگر زبانوں میں رائج ہو چکے ہیں اپنی زبان میں منتقل کریں۔۔۔ اردو میں علوم وفنون جدیدہ کے ترجموں کی ضرورت و اہمیت کو نہ صرف محسوس کیا گیا بلکہ یہی



ڈائجسٹ

خواہان اردو اپنی دور اندیشی، بالغ نظری، جہد مسلسل اور مساعی پیہم سے اس مقصد کو حاصل کرنے میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ کسی ملک وقوم کی علمی ترقی کے لئے ادبی تصنیفات وتراجم کے پہلو بہ پہلو فنی اور سائنسی کتابوں کی تالیف و ترجمہ بھی بے حد ضروری ہے۔۔۔"

یہ اقتباس ایک واضح ثبوت ہے کہ اردو شعر و ادب کے متوالے حسن و عشق کی دنیا میں کھوئے ہوئے نہیں تھے اور انہیں اپنے گردوپیش کی کوئی خبر نہیں تھی بلکہ علوم وفنون جدیدہ سے واقف ہی نہیں بلکہ اپنی تخلیقات نظم و نثر سے دوسروں کو بھی متوجہ کررہے تھے۔ تاریخ ادبِ اردو کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ "اردو زبان کے معماروں نے ادب کے میدان سے ہٹ کر دیگر علوم وفنون کو بھی اردو سے متعارف کرانے کا کام سولہویں صدی عیسوی ہی سے آغاز کردیا تھا جو انیسویں صدی عیسوی میں معراج کمال کو پہنچ گیا۔ اس صدی میں علوم وفنون کی تالیف و ترجمے کی رفتار تیز رہی۔ اردو کے لکھنے والوں نے جو سائنسی علوم میں مہارت رکھتے تھے، اپنی ساری توانائیاں مغربی علوم وفنون کے ترجموں اور بالخصوص سائنس کی کتابوں کی تالیف وترجمہ پر مرکوز کردیں۔ اس دور کے تراجم اور تالیفات اردو زبان کی گزشتہ عظمت اور آئندہ ترقی کے امکانات کے آئینہ دار ہیں۔ شمس الامراء، شاہانِ اودھ، دہلی کالج، سائنٹی فک سوسائٹی علی گڑھ ، انجمن پنجاب، رڑکی انجینئرنگ کالج نے جو کتابیں شائع کی ہیں، ان کی وجہ سے اردو زبان وادب کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا ہے۔۔۔"

(ماہنامہ سائنس، نئی دہلی، ستمبر 2012)

بیسویں صدی میں عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کے دارالترجمہ نے سائنسی علوم کے ترجمے کرائے۔ اردو کے نامور محقق اور ادیب بابائے اردو مولوی عبدالحق نے 1927ء میں کاؤنسل آف سائنٹی فک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ کے تحت سے ماہی رسالہ "سائنس کی دنیا" جاری ہوا۔ 1933ء میں ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے اردو ماہنامہ "سائنس" شروع کیا جو اپنی اولین اشاعت سے تادمِ تحریر پابندی سے شائع ہورہا ہے۔ علاوہ ازیں علیگڑھ سے ایک ماہنامہ "سائنس اور کائنات" کے عنوان سے شائع ہوتا تھا لیکن بوجوہ یہ جریدہ جاری نہ رہ سکا۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اجتماعی اور انفرادی کوششوں کے باعث اردو زبان کے بولنے پڑھنے اور لکھنے والے جنہیں شعر وادب کا رسیا سمجھا جاتا تھا، اب اردو ہی کے ذریعہ سائنسی علوم سے بھی مستفید ہونے لگے۔ اور اردو کے وہ جریدے جو محض ادبی تخلیقات ہی شائع کیا کرتے تھے اب سائنسی مضامین بھی شائع کرنے لگے۔ بیسویں صدی میں اردو کے ایسے متعدد ادیب سامنے آئے جنہوں نے باقاعدہ سائنسی مضامین لکھنے شروع کئے۔ ان میں ایک نام اظہار اثر کا بھی ہے۔

اظہار اثر بنیادی طور پر شاعر تھے۔ وہ 15 جون 1929ء کو کرت پور ضلع بجنور (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ والدین نے محمد اظہار الحسن نام رکھا۔ گیارہ بارہ سال کی عمر سے شاعری شروع کی۔ اثر تخلص



اختیار کیا اور اردو شعر و ادب میں ''اظہار اثر'' کے نام سے معروف ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ 1950ء کے اواخر میں دہلی آئے اور یہاں اردو کے مختلف جرائد میں کام کرنے لگے۔ 1951ء سے ان کے رومانی افسانے اور اشعار رسائل میں شائع ہونے لگے۔ ان کی تصنیفات و تالیفات رومانی، آسیبی، جاسوسی افسانوں کے ساتھ سائنسی افسانے اور ناول بڑی تعداد میں اردو اور ہندی میں شائع ہو چکے ہیں۔ دو شعری مجموعے ''بشارت'' (دسمبر 1975) اور ''لاشریک'' (1988) بھی ہیں۔ علاوہ ازیں سائنسی مضامین پر مبنی دو کتابیں ''سائنس کیا ہے'' (1933) اور ''آج کی سائنس'' (2006) بھی منظر عام پر آئیں۔ کتاب ''سائنس کیا ہے'' ہندی زبان میں بھی شائع ہوئی۔ اظہار اثر نے کئی رسالوں کی ادارت کی اور اپنے جاسوسی ماہنامے بھی شائع کئے۔

اظہار اثر سے راقم الحروف 1956ء سے واقف تھا۔ ان کے تحریر کردہ ناول اور افسانے پڑھے تھے۔ 1960 کی ایک سہ پہر مکتبہ جامعہ اردو بازار میں بالمشافہ ملاقات ہوئی۔ اس پہلی ملاقات کے بعد آخر تک ملاقاتوں اور انتقال سے کچھ پہلے تک فون پر بات چیت سے ایک دوسرے کے رابطے میں رہے۔

اس شخصی تعارف کے بعد ہم اظہار اثر کے سائنسی مضامین کا تذکرہ کریں گے۔ ایک بار راقم الحروف نے دریافت کیا، اظہار صاحب! آپ نے سائنسی مضامین کس طرح لکھنے شروع کئے جبکہ فطرتاً رومانی ہیں اور بکثرت جاسوسی و رومانی ناول و افسانے تحریر کئے ہیں۔ اظہار صاحب مسکرائے اور پھر کہا، ''جب قدرت کسی سے کچھ کام لینا چاہتی ہے تو پہلے وہ شخص ایسی ذہنی کیفیت میں مبتلا ہونے لگتا ہے جہاں قدرت لے جانا چاہتی ہے۔ حالانکہ ناول اور افسانے میری روزی روٹی کا ذریعہ تھے۔ اچھی خاصی آمدنی تھی۔ بیوی بچے تھے۔ گھریلو ذمہ داریاں بھی کچھ زیادہ ہی تھیں۔ لیکن جب انگریزی اخبارات میں سائنسی مضامین پڑھے تو ایک روز خیال آیا کہ میں نے اردو میں مختلف النوع تجربے کئے ہیں، کیوں نہ اب سائنسی مضامین لکھے جائیں۔ اس کے لئے پہلے شاعری ترک کی۔ پھر رات رات بھر جاگ کر سائنسی لٹریچر کا مطالعہ کیا۔ جب ذہن لکھنے پر آمادہ ہو گیا تو قلم بھی اس سمت میں آگے بڑھنے لگا۔ آپ جانتے ہیں کہ امریکہ اور یوروپ میں اسکول میں پڑھنے والے بچے سائنس سے متعلق ایسی ایسی باتیں جانتے ہیں کہ ہمارے یہاں بڑی عمر کے پڑھے لکھے لوگ بھی ان سے واقف نہیں۔ اردو والے تو ویسے بھی سائنسی علوم سے بڑی حد تک بے نیاز رہتے ہیں۔ جب میں نے سائنسی مضامین لکھے تو ان کی اشاعت کا مسئلہ پیدا ہوا۔ اس وقت کثیر الاشاعت جریدے فلمی تھے یا مذہبی اور ان سے کم اشاعت والے ادبی، نیم ادبی۔ ان کے بیشتر ایڈیٹر میرے نام اور کام سے بخوبی واقف تھے لیکن سائنسی مضامین شائع کرنے کے لئے فوری طور پر تیار نہیں ہوئے۔ چنانچہ میں نے کم اشاعت والے رسائل میں مضامین بھیجے۔ چند مضامین پاکستانی اخبارات و رسائل میں شائع ہوئے۔ ان دنوں پاکستانی جریدے بآسانی ہندوستان آتے تھے اور اخبارات کے دفتروں میں ہی نہیں بک اسٹالوں پر بھی دستیاب تھے۔ ان مضامین کی اشاعت سے پہلا فائدہ یہ ہوا کہ یہاں کے مقبول جرائد نے بھی فرمائش کی کہ ان کے لئے سائنسی مضمون لکھوں۔ بس اس طرح سائنسی مضامین لکھنے لگا۔ ہندوستان میں ٹیلی ویژن نے سب سے زیادہ رسائل و کتب کو متاثر کیا۔ ادبی اور سیاسی جرائد ہی نہیں فلمی رسائل کی بھی اشاعت کم ہونے لگی۔ اردو ہی نہیں ہندی اور دوسری علاقائی زبانوں میں رسائل کی اشاعت کم سے کم ہونے لگی اور بیشتر جریدے ہمیشہ



کے لئے بند ہو گئے۔‘‘

اظہار اثر نے اپنی کتاب ’’سائنس کیا ہے‘‘ میں لکھا ہے کہ ’’مجھے سائنسی مضامین لکھنے کی تحریک ایک معمولی واقعہ سے ملی۔ میں نے پہلا سائنسی مضمون ’’ایٹم کیا ہے‘‘ لکھا تھا جو ماہنامہ شبستاں ڈائجسٹ میں شائع ہوا۔ اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد کیرالا سے مجھے بہت سے طالب علموں کے خطوط موصول ہوئے۔ ان سب نے ایک ہی بات لکھی تھی کہ ہائر سیکنڈری تک انہوں نے سائنس اردو میڈیم سے پڑھی تھی۔ کالج میں آنے کے بعد انگلش میڈیم سے سائنس پڑھنی پڑ رہی ہے۔ انہوں نے لکھا کہ میرے مضمون سے ان کو بہت مدد ملی۔ اگر میں اسی طرح کے سائنسی مضامین لکھتا رہوں تو ان کو سائنسی مضامین سمجھنے میں بڑی مدد ملے گی۔ چنانچہ یہ سائنسی مضمون لکھنے شروع کیے۔‘‘

اظہار اثر کے سائنسی مضامین کا پہلا مجموعہ 1993ء میں بعنوان ’’سائنس کیا ہے‘‘ شائع ہوا۔ اس میں 16 مضامین بالترتیب: سائنس کیا ہے، زندگی کیا ہے، کائنات کے راز، وقت کیا ہے، خاموش آوازیں، ایٹم کیا ہے، کیا آپ خواب دیکھتے ہیں، روشنی، کیا ہم کائنات میں تنہا ہیں، کمپیوٹر، زندہ بجلی گھر، لیزر شعاعیں، کرایوجینکس، ہمارا چاند، خوشبو اور رنگوں کی نابینائی کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ کتاب کا پیش لفظ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ طبیعیات کے استاد ڈاکٹر رضا اللہ انصاری نے تحریر کیا ہے۔ ان مضامین کے تعلق سے وہ کہتے ہیں کہ ’’ہم کو ایسی کوشش کا خیر مقدم کرنا چاہئے جیسی جناب اظہار اثر نے یہ مضامین لکھ کر کی ہے اور ایسے مصنفوں کا جو محنت و مشقت کر کے مختلف سائنسی معلومات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر اسے عوام تک پہنچانے کی جرات کرتے ہیں۔ ان مصنفوں کا مشکور ہونا چاہئے۔ ان ہی کی کوششوں کی بدولت نہ صرف سوسائٹی کی اکثریت میں سائنس اور سائنسی طرزِ عمل مقبول ہوگا بلکہ سائنس کے مختلف شعبوں میں صحیح معنی میں Recruitment بھی ہو سکے گا۔ جو نہ صرف Careerism یعنی ہماری مالی حالت کو بہتر بنانے کے لئے کیا جائے گا بلکہ ہماری آنے والی نسلوں میں واقعی طور پر سائنس کی معلومات اور اس کے مسائل سے دلچسپی پیدا کرنے کا سبب ہوگا۔ پھر ہمارے طلبا سائنس کا رجحان پہلے ہی سے Develope کر کے یونیورسٹیز اور کالجوں میں آئیں گے۔ وہ متجسس ہوں گے اور سائنسی صلاحیتوں کے لئے ایسا تجسس ہی اشد ضروری چیز ہے۔۔۔‘‘

مذکورہ کتاب میں وائی این سکسینہ ڈپٹی چیف سائنٹی فک ڈیفینس سائنس سینٹر (سینٹر دہلی) نے تعارف لکھا ہے۔ وہ رقم طراز ہیں کہ ’’اظہار اثر کے یہ مضامین ان کی زندگی کے تقریباً تیس سال کے عرصہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ شاید ادیب ہیں جنہوں نے اردو زبان میں سائنس کے پیچیدہ نظریات کو عام فہم زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی اور یہ کوشش ہر طرح سے کامیاب کہی جا سکتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے سائنسی اقدار کو بھی برقرار رکھا ہے اور زبان و بیان کے مسئلوں کو بھی اپنی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔

> مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ ایک مضمون لکھنا چاہتے تھے جس کا تعلق بایالوجی سائنس سے ہے۔ اس کے ایک چھوٹے سے مسئلے کو سمجھنے کے لئے وہ چار پانچ دن مسلسل لائبریری میں جا کر مطالعہ کرتے رہے اور کروموسومز (Chromosom) اور ان کے عمل کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہے۔ تب کہیں جا کر انہوں نے چند صفحوں کا ایک مضمون لکھا۔ آپ اندازہ کر سکتے

ہیں اس لگن اور محنت سے مطالعہ کئے بغیر وہ ایک اچھا سائنسی مضمون نہیں لکھ سکتے تھے۔ اظہار اثر قلم سے اپنی روزی کماتے ہیں۔ انہوں نے کبھی ملازمت نہیں کی اور ایک کامیاب ادیب ہونے کی حیثیت سے وہ اپنی تحریر کردہ ایک ایک لائن کی قیمت وصول کرتے ہیں لیکن شاعری اور سائنسی مضامین لکھتے وقت ان کے سامنے روزی اور روٹی کا مسئلہ نہیں ہوتا بلکہ علم سیکھنے اور علم بانٹنے کا جذبہ ہوتا ہے۔''

اظہار اثر کے مضامین کا دوسرا مجموعہ ''آج کی سائنس'' 2006ء میں اردو اکادمی، دہلی نے شائع کیا تھا جس میں 19 مضامین ہیں۔ اس کتاب کا تعارف اردو کے نامور ادیب اور ناقد پروفیسر محمد حسن نے تحریر کیا ہے۔



ڈائجسٹ

ل Encyclopedia Americana, International Edn., Vol. 24, New York: 1970, P-413



2ے اردو میں سائنسی و تکنیکی ادب، از ڈاکٹر محمد شکیل خان، صفحہ۔ 26، سنہ اشاعت۔ 1998ء





ڈائجسٹ



ڈائجسٹ



ضیاءالرحمٰن انصاری، بھیونڈی

ضِد نامیے۔۔۔اینٹی بایوٹکس





ڈائجسٹ





اعلان

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

بانی ومدیر اعزازی ماہنامہ سائنس

کی قرآنی موضوعات پر تقاریر دیکھنے کے لئے

یوٹیوب پر اُن کی چینل دیکھیں۔

یوٹیوب پر

Mohammad Aslam Parvaiz

ٹائپ کریں یا درج ذیل لنک ٹائپ کریں:

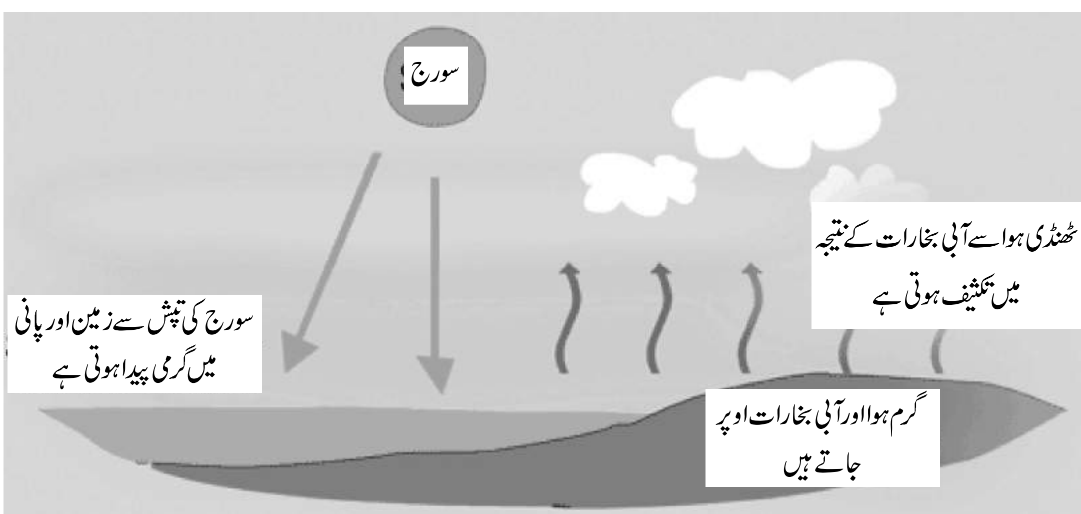
https://www.youtube.com/user/maparvaiz/video



پروفیسر اقبال محی الدین، نئی دہلی

ہماری کائنات سائنس کی روشنی میں (قسط۔ 13)

ماحولیات کی سائنس اور تبدیلیٔ آب و ہوا



سورج
ٹھنڈی ہوا سے آبی بخارات کے نتیجہ
میں تکثیف ہوتی ہے
سورج کی تپش سے زمین اور پانی
میں گرمی پیدا ہوتی ہے
گرم ہوا اور آبی بخارات اوپر
جاتے ہیں

سفیرانِ سائنس

سیدہ مظہر سلطانہ
(44)





ڈائجسٹ



ڈائجسٹ



حکیم امام الدین ذکائی

گھریلو غذائی نسخے (قسط۔ 14)

بدہضمی















































ڈائجسٹ

ڈاکٹر جاوید احمد کامٹوی، کامٹی (ضلع ناگپور)

پانی کی کمی سے دودھ کی صنعت متاثر

ماحول واچ

ڈاکٹر معراج الدین

پلیگ ماضی کے آئینے میں

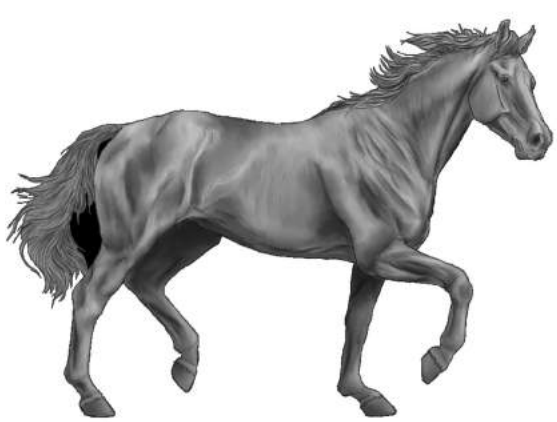
سائنس کے شماروں سے

نجم السحر

حالیہ انکشافات وایجادات



پیش رفت



ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن صدیقی

میراث

دنیائے اسلام میں سائنس وطب کا عروج (قسط۔ 37)

(دنیائے اسلام میں سائنس وطب کی تخلیق)

میراث

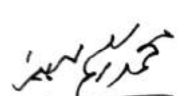
لائٹ ھــــاؤس

ڈاکٹر عزیز احمد عُرسی، ورنگل

جانوروں کی عادات واطوار (قسط۔ 27)

یومِاوی آہنگ

لائٹ ھاؤس



طاہر منصور فاروقی

100 عظیم ایجادات

سٹیتھوسکوپ





جمیل احمد

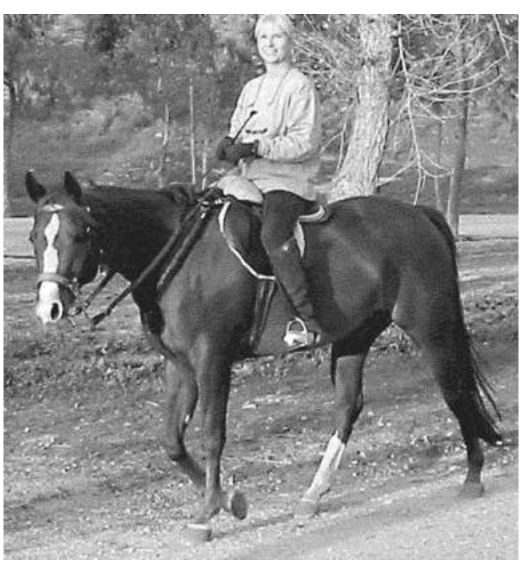
نام کیوں کیسے؟

عقیل عباس جعفری

صفر سے سو تک

زاہدہ حمید

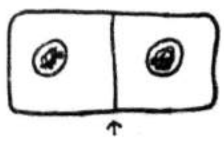
جانوروں کی دلچسپ کہانی

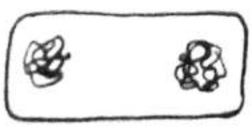


لائٹ ھاؤس

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

سائنس ڈکشنری


اینٹی کلائی نل سیل وال


تقسیم ہونے والا سیل



جھروکا

ادارہ

سائنسی خبرنامہ

خلا کے پراسرار پیغامات اور اسٹیفن ہاکنگ کا انتباہ

خلا سے آنے والے پُراسرار سگنلز کی تحقیق میں ایک عرصے سے ہمارے سائنسداں مصروف ہیں، لیکن مشہور سائنسداں اسٹیفن ہاکنگ کا ان کے متعلق یہ خیال ہے کہ خلائی مخلوق کے پیغامات اگر موصول ہو بھی جائیں تو ان کا جواب ہرگز نہ دیا جائے کیونکہ اس کا انجام بہت خطرناک ہوسکتا ہے۔ ان کے بیان کے مطابق یہ مخلوق یقیناً انسانوں کے بالمقابل زیادہ ذہین وفطین اور ترقی یافتہ ہے اور وہ انسانوں کو غلام بنانے کی کوشش کرے گی، اور اس کا نتیجہ خلائی مخلوق کے حملے کی صورت میں نکلے گا۔ اس قضیہ میں انہوں نے امریکہ اور کولمبس کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ جب کولمبس نے امریکہ دریافت کیا تو ریڈ انڈین قبائل کے حق میں اس کے اچھے نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ انہیں غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا اور آہستہ آہستہ وہ صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔ ان کے اس خیال کے برعکس سیتی انسٹی ٹیوٹ کی سابقہ ڈائریکٹر جل ٹارٹر کا کہنا ہے کہ اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اگر کوئی خلائی مخلوق ہم سے ترقی وذہانت میں لاکھوں برس آگے ہے تو وہ یقیناً تہذیب اور امن پسندی میں بھی ہم سے بہتر ہوگی، اور عین ممکن ہے کہ غلام بنانے کے بجائے وہ ہماری مددگار دوست ثابت ہو۔



پرنٹڈ تصاویر کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کریں

گوگل کی فوٹو اسٹوریج اور شیئرنگ سروس صارفین (Users) کی تصویروں کو مختلف سہولتوں کے ساتھ ایک جگہ رکھنے اور دیکھنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اب گوگل کمپنی نئے ٹول "Photo Scan" پر کام کر رہی ہے، اس ٹول کے ذریعے آپ پرنٹڈ تصویروں کی اعلیٰ معیار کی ڈیجیٹل کاپی بنا سکیں گے۔ یعنی اس ٹول کی مدد سے پرانی تصاویر، جیسے آپ کے خاندان کی تصویریں جو تاریخ بن چکی ہیں، مختلف اہم مواقع پر کھینچی گئی تصاویر اور یادگار لمحوں کی تصاویر بالکل نئی ہوکر اور واضح اور صاف ستھری حالت میں آپ کے سامنے آجائیں گی۔



جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ کاغذ پر آنے والی تصاویر، جو اب ماضی کا حصہ ہوگئی ہیں، بہت اہم ہوا کرتی تھیں، کیوں کہ کیمرے کی مدد سے بنائی جانے والی یہ تصاویر عموماً بہت اہم مواقع پر کھینچی جاتی تھیں۔ چنانچہ ایسی تصاویر کے حوالے سے ہر ایک حساس اور جذباتی ہوتا ہے۔ تاہم وقت کے ساتھ ایسی بہت سی تصاویر کھو جاتی تھیں، پھٹ جاتی تھیں یا دھندلی پڑ جاتی تھیں۔ اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے ہی گوگل کمپنی نے اپنا یہ نیا ٹول بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔

گوگل فوٹو اسکین ایک ایسی ایپلی کیشن ہوگی جس کے ذریعے جب کسی تصویر کو محفوظ کیا جائے گا تو اس عمل سے متعلق تمام مسائل خود بہ خود حل ہوجائیں گے۔

اس موبائل ایپلی کیشن کو استعمال کرنے کا طریقہ بہت سادہ اور عام فہم ہوگا۔ یہ ایپلی کیشن کسی تصویر کے مختلف زاویوں سے ملٹی پل شاٹس لے کر اسے واضح صورت میں سامنے لے آئے گی۔ علاوہ ازیں یہ ایپلی کیشن کئی چھوٹی تصاویر کو بغیر کسی نشان کے سنگل امیج بنا کر پیش کردے گی۔ ساتھ ہی تصویر کو جس جگہ رکھ کر بنایا گیا ہے یہ ایپلی کیشن اس بیگ گراؤنڈ کو بھی غائب کردے گی۔

یوں گوگل کی اس نئی ایپلی کیشن کے ذریعے آپ اپنی یادگار پرنٹڈ تصویروں کا خزانہ صرف محفوظ ہی نہیں بلکہ اسے دوسروں کے سامنے بھی لا سکیں گے۔

اُردو **سائنس** ماہنامہ

خریداری/تحفہ فارم

میں ''اردو سائنس ماہنامہ'' کا خریدار بننا چاہتا ہوں/اپنے عزیز کو پورے سال بطور تحفہ بھیجنا چاہتا ہوں/خریداری کی تجدید کرانا چاہتا ہوں (خریداری نمبر............) رسالے کا زرسالانہ بذریعہ بینک ٹرانسفر/چیک/ڈرافٹ روانہ کررہا ہوں۔
رسالے کو درج ذیل پتے پر بذریعہ سادہ ڈاک/رجسٹری ارسال کریں:

نام...پتہ...

.....................................پن کوڈ.....................................

فون نمبر...ای میل...

نوٹ:

1۔ رسالہ رجسٹری ڈاک سے منگوانے کے لیے زرِ سالانہ =/500 روپے اور سادہ ڈاک سے =/250 روپے (انفرادی) اور =/300 روپے (لائبریری) ہے۔

2۔ **رسالے کی خریداری منی آرڈر کے ذریعہ نہ کریں۔**

3۔ چیک یا ڈرافٹ پر صرف "URDU SCIENCE MONTHLY" ہی لکھیں۔

4۔ رسالے کے اکاؤنٹ میں نقد (Cash) جمع کرنے کی صورت میں =/60 روپے زائد بطور بینک کمیشن جمع کریں۔

بینک ٹرانسفر

(رقم براہِ راست اپنے بینک اکاؤنٹ سے ماہنامہ سائنس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرانے کا طریقہ)

1۔ اگر آپ کا اکاؤنٹ بھی اسٹیٹ بینک آف انڈیا میں ہے تو درج ذیل معلومات اپنے بینک کو دیکر آپ خریداری رقم ہمارے اکاؤنٹ میں منتقل کرا سکتے ہیں:

اکاؤنٹ کا نام : اردو سائنس منتھلی (Urdu Science Monthly)
اکاؤنٹ نمبر : SB 10177 189557

2۔ اگر آپ کا اکاؤنٹ کسی اور بینک میں ہے یا آپ بیرونِ ملک سے خریداری رقم منتقل کرنا چاہتے ہیں تو درجِ ذیل معلومات اپنے بینک کو فراہم کریں:

اکاؤنٹ کا نام : اردو سائنس منتھلی (Urdu Science Monthly)
اکاؤنٹ نمبر : SB 10177 189557
Swift Code: SBININBB382
IFSC Code. SBIN0008079
MICR No. 110002155

خط و کتابت و ترسیلِ زر کا پتہ :
153(26) ذاکر نگر ویسٹ، نئی دہلی ۔ 110025

Address for Correspondance & Subscription:
153(26), Zakir Nagar West, New Delhi- 110025
E-mail : maparvaiz@gmail.com

شرائطِ ایجنسی

(یکم جنوری 1997ء سے نافذ)

1۔ کم از کم دس کاپیوں پر ایجنسی دی جائے گی۔

2۔ رسالے بذریعہ وی۔پی۔ روانہ کئے جائیں گے۔ کمیشن کی رقم کم کرنے کے بعد ہی وی۔پی۔ کی رقم مقرر کی جائے گی۔

3۔ شرحِ کمیشن درج ذیل ہے؟

10—50	کاپی	=	25 فی صد
51—100	کاپی	=	30 فی صد
101	سے زائد	=	35 فی صد

4۔ ڈاک خرچ ماہنامہ برداشت کرے گا۔

5۔ بچی ہوئی کاپیاں واپس نہیں لی جائیں گی۔ لہٰذا اپنی فروخت کا اندازہ لگانے کے بعد ہی آرڈر روانہ کریں۔

6۔ وی۔پی واپس ہونے کے بعد اگر دوبارہ ارسال کی جائے گی تو خرچہ ایجنٹ کے ذمّے ہوگا۔

شرح اشتہارات

مکمل صفحہ	5000/= روپے
نصف صفحہ	3800/= روپے
چوتھائی صفحہ	2600/= روپے
دوسرا و تیسرا کور (بلیک اینڈ وہائٹ)	10,000/= روپے
ایضاً (ملٹی کلر)	20,000/= روپے
پشت کور (ملٹی کلر)	30,000/= روپے
ایضاً (دو کلر)	24,000/= روپے

چھ اندراجات کا آرڈر دینے پر ایک اشتہار مفت حاصل کیجئے۔ کمیشن پر اشتہارات کا کام کرنے والے حضرات رابطہ قائم کریں۔

- رسالے میں شائع شدہ تحریروں کو بغیر حوالہ نقل کرنا ممنوع ہے۔
- قانونی چارہ جوئی صرف دہلی کی عدالتوں میں کی جائے گی۔
- رسالے میں شائع شدہ مضامین میں حقائق و اعداد کی صحت کی بنیادی ذمہ داری مصنف کی ہے۔
- رسالے میں شائع ہونے والے مواد سے مدیر، مجلس ادارت یا ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

اونر، پرنٹر، پبلشر شاہین نے جاوید پریس، 2096، رودگران، لال کنواں، دہلی۔6 سے چھپوا کر (26) 153 ذاکر نگر ویسٹ نئی دہلی۔110025 سے شائع کیا...................... بانی و مدیر اعزازی: ڈاکٹر محمد اسلم پرویز